السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے منع کرنے کے باوجود پہلے بھی کافی دفعہ گالی گلوچ کی ہے 1986-4-1 گھر میں جھگڑا ہوا میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ گالی مت دے لیکن وہ گالی دینے سے نہ رکی تو میں نے اسے تین سے بھی زیادہ دفعہ طلاق کے الفاظ کہہ دیئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ آج کے بعد تو میری ماں ہے ۔ میری یہ وٹے سٹے کی صورت میں ہوئی تھی اب سامنے والوں نے بھی طلاق دینے کی تیاری کرلی ہے صرف میری طلاق کی وجہ سے تین اور طلاقیں بھی واقع ہورہی ہیں ، لہذا اگر قرآن وحدیث میں میری اس طلاق کا کوئی حل ہے تو بتائیں تاکہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آوں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مذکورہ سوال میں دو باتیں ہیں پہلی یہ کہ ایک ہی مجلس میں کئی طلاقیں دی گئی ہیں ۔ دوسری یہ کہ اپنی بیوی کو ماں کا درجہ دیا ہے جو کہ ظہار کا مسئلہ ہے ۔

پہلے مسئلہ کے متعلق معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں ایک ہی مجلس میں دی جانے والی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں ۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حسن سند سے ایک روایت مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال طلق رکانة بن عبد یزید اخو بنی المطلب امراتہ ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیھا حزنا شدیدا قال فسالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتھا؟ قال طلقتھا ثلاثا قال: فقال فی مجلس واحد؟ قال نعم قال فإنما تلک واحدة فارجعھا ان شئت فقال فرجعھا فکان ابن عباس یری إنما الطلاق عند کل طھر))
مسند احمد' جلد ۱ 'ص ۲۶۵ 'رقم الحدیث : ۲۳۹۷.

''ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رکانہ بن عبد یزید نامی ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں جس کے بعد کافی غمگین ہوا پھر یہ معاملہ نبی ﷺ کی مجلس میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے رکانہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیسے طلاق دی تو رکانہ نے کہا کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں تو آپ ﷺ نے دوبارہ دریافت کیا کہ کیا ایک ہی مجلس میں تو صحابی نے جواب دی جی ہاں ! تو آپ ﷺ نے فرمایا (اگر تو نے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں تو یہ ایک ہی ہے) لہذا اگر آپ چاہیں تو رجوع کرسکتے ہیں تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکانہ نے اپنی بیوی سے رجوع کرکے اسے واپس لے آئے ۔''

اسی وجہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا کہ تین طلاقیں تین طہر (پاکیزگی کے ایام) میں دینی چاہئیں ۔ یعنی اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے تو ہر مہینے پاکیزگی کے ایام میں ایک طلاق دے اس طرح تین مہینوں میں طلاقیں ہوں گی ۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیتے ہیں تو یہ تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوگی اور ایک اور دو طلاقیں رجعی ہوتی ہیں ۔ لہذا طلاق کی عدت تین ماہ ہے اس مدت کے اندر اندر خاوند اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور اگر تین مہینوں کی مدت گزر جائے تو نکاح ٹوٹ جائے گا ، لیکن پھر بھی طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے ۔ یہ بھی اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر مہربانی ہے کہ طلاق جیسے مبغوض معاملے میں بھی تحمل والا معاملہ اپنایا اور جلد بازی نہیں کی ۔ حالانکہ انسان ہمیشہ ایک ہی حالت میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی غصہ اور پریشانی کی وجہ سے جلد بازی میں اپنی بیوی کو کئی طلاقیں دے دیتا ہے اور اس طرح جتنی طلاقیں دی ہیں اگر اتنی ہی شمار کی جائیں تو طلاق دینے والے کو سوچنے اور غور وفکر کا موقع بھی نہ ملے ۔ بعض مرتبہ مطلقہ عورت خاوند کی محبوبہ بھی ہوتی ہے لیکن اب ان کو گھر آباد کرنے کا کوئی موقع حاصل نہیں ہوسکتا تھا ۔ اس لیے شریعت مطہرہ نے ایک مجلس کی کئی طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا ہے تاکہ طلاق دینے والے کو غور وفکر کرکے صحیح فیصلے کا موقع مل سکے ، اگر خاوند کو بیوی سے جدا ہونا بھی تو بھی اسے سوچنے سمجھنے کا موقع ملے گا ۔

بہر صورت مسئولہ اگرچہ سائل نے اپنی بیوی کو کتنی ہی طلاقیں دی ہیں ۔ وہ سب ایک وہ شمار ہوگی ۔ اس لیے جس تاریخ کو طلاق دی ہے اس سے تین ماہ تک دو عادل گواہوں کی موجودگی میں اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے ۔ مسئلہ ظہار کے بارہ میں قرآن مجید کے اٹھائیسویں پارے کی سورۃ المجادلۃ کے پہلے رکوع میں جو حل بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ظہار کرنے والے مرد کے پاس اگر غلام ہے تو اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے پہلے اس کو بطور کفارہ آزاد کردے ۔ لیکن چونکہ اب غلام نہیں ہیں اس لیے اس پر عمل نہیں ہوسکتا ۔ اسی لیے غلام کی عدم موجودگی کی صورت میں دوسری صورت بھی بیان فرمائی ہے کہ بغیر ناغہ (لگاتار) کیے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے پڑیں گے جن کے درمیان انقطاع (فاصلہ) نہیں کیا جائے گا یہ کام بطور کفارہ عورت کو چھونے سے پہلے کرنا ہے اور جو مسلسل دو مہینوں کے روزوں پر عمل کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے تیسری صورت بیان کی ہے کہ اس آدمی کو 60 ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا اب اگر صورت مسئولہ میں سائل کو لگاتار دو مہینوں کے روزوں کی استطاعت ہے تو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر طاقت نہیں ہے تو 60 ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے ۔ اب سائل کے لیے مناسب یہی ہے کہ پہلے دو گواہوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو واپس اپنے گھر لے کر آئے اور پھر دو مہینے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر اپنا گھر نئے سرے سے آباد کرے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 454